رسائل و مسائل

برادر تنظیموں کے ساتھ کام

اسلامی جمعیت طلبہ سے منسلکی کے دوران' کیمپ اور مرکزی شوریٰ کے ساتھ آپ کی نشستوں سے اور آپ کی تحریروں سے' آپ کے خیالات سے آگاہی رہی ہے۔ اس حوالہ سے دل چاہتا ہے کہ گاہے بگاہے آپ کی رہنمائی حاصل رہے۔

میں اس وقت جماعت کا رکن ہوں' اور ڈاکٹر ہوں۔ شروع شروع میں جماعت کے کام کے ساتھ چلا۔ مگر جوں جوں عملی زندگی آگے بڑھتی گئی ہے' وقت اور جماعت کے لگے بندھے کام کے ساتھ اپنا قدم نہیں ملا سکا۔ اس وجہ سے کچھ عرصہ مایوسی میں بھی گزرا۔ اپنے آپ کو لعن طعن کرکے گزرا یا پھر یہ سوچ کر کہ جماعت میں ہمارے لیے کوئی پیشہ ورانہ اور عملی کام نہیں ہے' اس لیے جیسے جی چاہے کرو' اور نہ بھی کرو تو کون پوچھنے والا ہے' سوائے اللہ کے۔

زندگی اس ڈگر پر چل رہی تھی۔ لیکن چونکہ جمعیت کی زندگی میں بہت سرگرمی سے کام کیا تھا' وہ لگن بے چین بھی کیے رکھتی تھی۔ پھر جو چند لوگ جمعیت میں ہمارے ساتھ تھے' انھوں نے پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوی ایشن (پیما) کے لیے مجھ سے رابطہ کیا' اور پُرزور اصرار کیا کہ میں بھی کام کروں۔ اس طرح میں پیما میں آگیا۔ میں نے جماعت کے اکابر سے بار بار دریافت کیا کہ کیونکہ پیما شاید آپ لوگوں کی مرضی سے وجود میں آئی ہے' اس کے کرنے کے کیا کام ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

اب آپ سے رہنمائی درکار ہے کہ ہمیں کس طرح اور کیا کام کرنے چاہئیں۔ جماعت ہماری کوئی سپورٹ کرسکتی ہے یا نہیں ؟ یا جماعت کے پاس اپنے ڈاکٹروں سے کام لینے کا کوئی نقشہ ہے یا نہیں ؟ کیونکہ صورتِ حال یہ ہوئی ہے کہ ہمارے کراچی کے بیشتر رکن ڈاکٹر' جمعیت و جماعت کے' امریکہ سدھار چکے ہیں۔ چند موجود ہیں لیکن کوئی واضح ٹارگٹ سامنے نہیں ہے۔

چند باتیں مختصراً آپ کے سامنے رکھے دیتا ہوں۔ آپ غور کریں گے تو شاید ان میں کچھ

تشفی کا سامان پائیں۔

۱۔ جماعت آپ اور ہم جیسے افراد پر مشتمل ہے۔ "ہم" اور "وہ" دوئی اور غیریت کی زبان ہے' اور اسی سوچ کی عکاس۔ جب آپ یہ سوچ اختیار کر لیں گے کہ ہم ہی جماعت ہیں' تو بہت ساری گرہیں کھل جائیں گی۔ پھر آپ یہ نہ سوچیں گے کہ کیا جماعت کے پاس ہم سے کام لینے کا کوئی نقشہ ہے؟ بلکہ آپ یہ سوچیں گے کہ کیا ہمارے (یعنی جماعت کے) پاس ہم سے کام لینے کا کوئی نقشہ ہے۔ جب آپ یہ پہلا قدم اٹھا لیں گے' تو پھر جو آپ کی جتنی مدد کر سکے گا' وہ انشاء اللہ کرے گا۔

۲۔ جماعت تو بنی ہی اس لیے ہے کہ ساری امت کی' بلکہ ساری انسانیت کی رہنمائی کرے۔ اس لحاظ سے جماعت کا ہر فرد رہنما ہے۔ یہ نہیں کہ گنتی کے چند آدمی جنرل ہیں' باقی سپاہی۔ یہاں تو ہر ایک کو جنرل ہونا چاہیے' جو اپنا اپنا مورچہ سنبھال کر جدوجہد کو آگے بڑھاتا رہے۔ جہاں لوگ جماعت کی طرف سے ہدایت ملنے کے منتظر رہیں' جب کہ وہ خود ہی جماعت ہیں' وہاں کوئی وسیع اور ہمہ دم متحرک جدوجہد کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہمیں روبوٹ نہیں' قائد انسان درکار ہیں۔

۳۔ جماعت کا اصل مقصد' بلکہ جوازِ وجود' یہ ہے کہ لوگوں تک دعوت الی اللہ پہنچے۔ وہ اس پر لبیک کہیں' خود کو بقدرِ استطاعت بدلنا شروع کریں' اور غلبہ دین کے لیے جوش و جذبہ سے سرگرمِ عمل ہو جائیں۔ اب اس کے لیے زید' بکر کو کیا کرنا ہے' تو ان کے لیے جو اس کی تنظیم کا حصہ ہوں' بنیادی خاکہ تو جماعت فراہم کرے گی' رنگ ان کو خود بھرنا ہو گا' محلہ میں' ضلع میں۔ جو جماعت کے علاوہ کسی تنظیم میں ہوں' ان کو اپنا خاکہ بھی بنانا ہو گا' اور رنگ بھی بھرنا ہو گا۔ خاکہ بنا لیں گے' تو جماعت مشورہ ضرور دے گی۔

۴۔ برادر تنظیموں کے بارہ میں جو ہماری سوچ ہے اس کا پورا اندازہ آپ کو اُس سوال نامہ سے ہو سکتا ہے جو چند سال قبل جماعت نے ان تنظیموں کو ارسال کیا تھا' اور اس سرکلر سے بھی جو بعد میں جماعت کی طرف سے ان کو جاری کیا گیا تھا۔ آپ یہ اپنے مرکز سے حاصل کر لیں۔ اگر وہ اسے ضائع کر چکے ہوں' تو ہمارے شعبۂ تنظیم کو لکھ کر نقل منگوا لیں۔

۵۔ بنیادی بات یہ ہے کہ پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن جیسی تنظیم کا جواز اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب وہ کوئی ایسا کام کرے جو جماعت کی تنظیم میں نہ ہو سکتا ہو۔ اگر پیما میں وہی لوگ بیٹھے نظر آئیں جو بلا کسی مشکل کے جماعت کی گاڑی میں بیٹھ سکتے ہوں تو ایک علیحدہ

گاڑی کی کیا ضرورت ہے۔ علیحدہ گاڑی پر بہت اضافی خرچ ہوتا ہے' انسانوں کا بھی اور مال کا بھی۔ اگر آپ وسیع پیمانہ پر ڈاکٹروں کو' یا ڈاکٹروں کی کیمونٹی کو دین کے لیے متحرک کرسکیں تو یہ پیما کی اصل کامیابی ہوگی۔

اس پہلو سے جو بات میں کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ "اگر ایک اور جماعتِ اسلامی ہی بنانا تھی تو جماعت سے علیحدہ کام کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

۶ - طالب علمی کی زندگی اور کیریئر اور متاہلانہ زندگی میں بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے۔ جو ماضی کے رومانوی خوابوں میں کھوئے رہتے ہیں' وہ مایوسی کا شکار ہوتے ہیں۔ جو حقائق کا سامنا کرکے اپنے مقصد کی طرف اپنی راہ خود بنانے کے عزم سے سرشار ہوتے ہیں' وہ بالآخر راہ پا لیتے ہیں۔ جو لوگ امریکہ سدھار گئے ہیں' اگر مجبور و مضطر نہیں' تو ان کے جانے کی وجہ یہ نہیں کہ کوئی واضح ٹارگٹ نہیں' بلکہ یہ ہے کہ اب دوسرے ٹارگٹوں کو ترجیح حاصل ہوگئی ہے' اور ماضی کے' جمعیت کے زمانہ کے' ٹارگٹ مدھم' غیر واضح اور نگاہوں سے اوجھل ہوگئے ہیں۔

۷ - اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وسائل تو آپ کو خود ہی فراہم کرنا ہوں گے۔ آخر جماعت سب کے لیے اتنے وسائل کہاں سے لائے ؟ وسائل جمع کرنے کا ذریعہ "ہم" ہی ہیں۔ آپ سوچیے کہ کیا آپ کو ۱۰۰ ڈاکٹر کراچی میں ایسے نہیں مل سکتے جو روزانہ اپنے ایک مریض کی فیس ایک ڈبہ میں غلبۂ دین اور اپنے منصوبوں کے لیے ڈالتے رہیں۔ میرا اندازہ ہے ۵۰ - ۶۰ لاکھ سالانہ اسی طرح جمع ہوسکتے ہیں۔ (خرم مراد)

اسبال ازار

اسبال ازار سے کیا مراد ہے۔ ٹخنوں سے نیچے ازار (تہمد) کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار (مشکوۃ بحوالہ بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ٹخنوں سے نیچے ازار (تہمد) کا جو حصہ ہوگا وہ دوزخ کے حوالے ہوگا۔

حدیث فہمی کی ایک اصل

جس طرح قرآن فہمی کے چند مُسلمہ اصول ہیں' اسی طرح حدیث فہمی کے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک اصل جو دونوں میں مشترک ہے' یہ ہے کہ صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مسئلہ جو متعدد سورتوں میں اور متعدد آیتوں میں بیان ہوا ہے ان سب کو سامنے رکھا جائے۔ اسی طرح کوئی مسئلہ جو متعدد احادیث میں بیان ہوا ہو ان سب کو سامنے رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو صرف یہی نہیں کہ انسان صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچتا بلکہ غلط نتیجہ اخذ کرکے بعض اوقات گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں جو بہت سے گمراہ فرقے پھیلے ہوئے ہیں اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ انھوں نے کسی ایک آیت یا کسی ایک حدیث کو اپنے مسلک کی بنیاد بنا لیا ہے اور دوسری آیتوں اور حدیثوں کو نظرانداز کردیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک حکم کسی آیت یا کسی حدیث میں مطلق ہوتا ہے' لیکن کسی دوسری آیت یا حدیث میں اسی حکم کے لیے کوئی قید یا کوئی شرط بیان کردی گئی ہے۔ پھر اگر کوئی شخص صرف مطلق کو لے لے اور مقید کو چھوڑ دے تو وہ غلط نتیجے پر پہنچ جائے گا۔ اسبال کی مذکورہ بالا حدیث بھی اسی طرح کی ایک حدیث ہے۔

اِسبال کے معنی اور مشروط وعید

اِسبال کے متعدد لغوی معانی ہیں۔ ایک معنی کپڑے کو لٹکانا ہے۔ مثلاً **اسبل الستر** (اس نے پردہ لٹکایا)۔ اس لفظ کا اطلاق عمامہ' قمیص' ازار اور چادر سب پر ہوتا ہے۔ اسبال' ازار (تہمد) اور پاجامے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ احادیث میں کہیں ازار کا لفظ ہے' کہیں ثوب (کپڑا) کا' کہیں عمامہ کا اور کہیں ردا (چادر) کا۔ مذکورہ بالا حدیث میں ازار کا لفظ ہے اور دوزخ کی وعید مطلق ہے۔ اس سے کوئی شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو بھی اپنا ازار یا پاجامہ دونوں ٹخنوں سے نیچے رکھے وہ دوزخ کی وعید کا مستحق ہے' لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ دوسری صحیح احادیث میں اس وعید کے لیے شرط اور قید موجود ہے اور یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ وعید کس کے لیے ہے۔ میں یہاں حدیث کی صرف تین کتابوں --- مشکوٰۃ' جمع الفوائد اور مسلم شریف سے چند احادیث پیش کروں گا۔ اوپر میں نے جو حدیث نقل کی ہے وہ مشکوٰۃ ہی کی ہے۔ مشکوٰۃ ہی میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث اور ہے جس کا متن یہ ہے :

(۱) وعن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لا ينظر الله يوم القيمه الی من جر ازاره بطرا متفق عليه۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم' کتاب اللباس)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو بہ نظر رحمت نہیں دیکھے گا جس نے گھمنڈ اور تبختر کے طور پر اپنے ازار کو زمین پر گھسیٹا ہوگا۔

جر کے معنی کھینچنے اور گھسیٹنے کے ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا میں اپنا ازار اتنا نیچا رکھا ہو گا کہ وہ زمین پر گھسنتا چلے اور ایسا اس نے گھمنڈ اور بخترکے طور پر کیا ہو گا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم سے محروم رہے گا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۲) عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمہ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم' کتاب اللباس)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹا' غرور اور تکبر کی بنا پر' اس کو اللہ قیامت کے دن بہ نظرِ رحمت نہیں دیکھے گا۔

(۳) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمہ فقال ابوبکر یارسول اللہ ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست ممن یفعلہ خیلا (رواہ البخاری' مسلم' ابوداوٗد' نسائی)

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے غرور میں اپنا کپڑا گھسیٹا' قیامت کے دن اس کو اللہ بہ نظرِ رحمت نہیں دیکھے گا' تو ابوبکرؓ نے کہا' یا رسول اللہ ! میرا ازار ڈھیلا ہو کر نیچے لٹک جاتا ہے لیکن میں اس کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' تم یہ کام غرور اور گھمنڈ کی بنا پر نہیں کرتے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ وعید کا مستحق وہ شخص ہے جو اپنا ازار یا قمیص گھمنڈ اور تکبر کی بنا پر ٹخنوں سے نیچے رکھتا یا زمین پر گھسیٹتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ :

(۴) الاسبال فی الازار والقمیص والعمامہ (جمع الفوائد' مشکوٰۃ)

اِسبال ' ازار' قمیص اور عمامہ (پگڑی) میں ہوتا ہے۔

(۵) عن ام سلمہ قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین ذکر الازار فالمراۃ یارسول اللہ قال ترخی شبرا فقالت اذا تنکشف عنھا قال فذراعا لا تزید علیہ (جمع الفوائد'

مشکوٰۃ)

(اصحاب سُنن نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ عورتیں اپنا دامن کتنا لٹکائیں۔ آپؐ نے فرمایا' ایک بالشت لٹکائیں۔ انھوں نے کہا' تو ان کے قدم کھلے رہیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ایک ہاتھ لٹکا سکتی ہیں' اس پر اضافہ نہ کریں۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ ازار یا قمیص کو ٹخنے سے اوپر رکھنے کا حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اب میں مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کرتا ہوں جس نے اس مسئلے کو بالکل واضح کردیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے :

فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باذ نی ھاتین یقول من جر ازارہ لا یرید بذ الک الا المخیلۃ فان اللہ لا ینظر الیہ یوم القیامہ (مسلم' ج ۲' کتاب اللباس)

تب انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنا ازار گھسیٹے اور تکبّر کے سوا اس کا کوئی ارادہ نہ ہو تو قیامت کے دن اللہ اس کو بہ نظرِ رحمت نہ دیکھے گا۔

اس حدیث نے پوری طرح یہ بات واضح کردی کہ وعیدِ مطلق نہیں بلکہ مشروط و مقید ہے۔ وہ شرط و قید گھمنڈ کی ہے۔ ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر ائمہ دین نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص گھمنڈ اور اتراہٹ (تبختر) کی بنا پر ازار یا قمیص ٹخنے سے نیچے رکھتا ہے تو اس کا یہ فعل حرام ہے اور وہ وعید کا مستحق ہے۔ اور اگر وہ غرور کی بنا پر ایسا نہیں کرتا تو مکروہ تنزیہی ہے۔ یعنی حدیث میں لباس کا جو ادب بیان کیا گیا ہے یہ کام اس کے خلاف ہو گا' لیکن وہ وعید کا مستحق نہیں ہے۔ ازار کے لیے مردوں کو احادیث میں جو ادب سکھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ازار نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک رہے اور اگر کوئی شخص اس سے نیچا رکھنا چاہے تو ٹخنوں تک' یعنی ٹخنے کھلے رہیں' الاّ یہ کہ کسی معذوری کی وجہ سے تہ بند یا پاجامہ نیچا ہو جائے اور ٹخنے چھپ جائیں۔

(زندگی نو' ربیع الآخر ۱۴۰۶ مطابق جنوری ۱۹۸۶)